

پانی میں قبر!

لیبیا کا تبروک شہر ساحل سمندر پر واقع ہے۔ تصویروں میں یہ انتہائی خوبصورت اور زرخیز خط معلوم ہوتا ہے۔ مگر بنیادی طور پر یہ شہر، لوگوں میں موت تقسیم کرتا ہے۔ موت بھی ایسی جو حد درجہ سفا ک اور پانی میں ڈوبنے سے واقع ہوں۔ دراصل یہ انسانی سماں کی جنت ہے۔ یہاں سے موت کے سوداگر، سنہرے خواب بیچ کر لوگوں کو یورپ لے کر جاتے ہیں۔ وسیع تعداد تو سمندر میں غرق کر دی جاتی ہے۔ معدودے چند افراد جو اپنی خوش قسمت سے نکل جاتے ہیں۔ یورپ میں پناہ گزین ہو کر بہتر مستقبل کی تلاش میں عمر گزار دیتے ہیں۔ ٹھیک ایک ہفتہ پہلے، تبروک سے ایک خستہ حال کشی سات سو کے لگ بھگ بقدر اقسام افراد کو لے کر روانہ ہوئی۔ اس میں صرف سو سے ڈیڑھ سو لوگوں کی گنجائش تھی۔ انسانی سماں کو نہیں نہ اس کشی میں جانوروں کی طرح زندہ انسان ٹھوں دیتے۔ پھر یہ اٹلی کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس مہیب کشی کو یونان کے کوٹل گارڈ مکمل نے سینیٹ کے ذریعے ٹریک کیا۔ حادثہ سے ٹھیک ڈیڑھ دن پہلے، فرنٹ نکس (Frontex) کمپنی نے کشی کے منتظمین سے رابطہ کیا۔ مگر انہیں کوئی جواب نہیں ملا۔ اسی دن، ایک بھری جہاز کے عملہ نے بھی اس زبوں حال کشی تک رسائی حاصل کی اور انہیں پانی اور کھانا مہیا کیا۔ کشی تیزی سے اٹلی کی طرف روانہ تھی۔ شام کو دوسرا بھری جہاز نے باقاعدہ، کشی کے مسافروں کو ضروری اشیاء فراہم کیں۔ ای یوکی حکومت اور یونان کوٹل گارڈ مکمل نے سینیٹ کے ذریعے ٹریک کیا۔ حادثہ سے ٹھیک ڈیڑھ دن رابطہ ختم ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ کشی اپنے بوجھ تک خود ہی ڈوب گئی ہے۔ یہ حد درجہ افسوسناک خبر تھی۔ بھیرہ روم میں یہ ایک دہائی کا سب سے خوفناک واقعہ تھا۔ یہ حادثہ یونان کے نزدیک، بین الاقوامی سمندر کی حدود میں ہوا تھا۔ اس لئے یونان کی سرکار نے کثیر تعداد میں ہیلی کا پڑا اور نیوی کے چھوٹے جہاز جائے حادثہ کی طرف روانہ کر دیتے۔ گورنمنٹ کے تمام وسائل بروئے کار لائے گئے۔ وزیر اعظم نے بھرپور طریقے سے انسانی جانوں کی حفاظت کا اہتمام کرنا شروع کر دیا۔ یاد رہے کہ یہ تمام لوگ، غیر قانونی طریقے سے یورپ میں داخلہ کے لئے حد درجہ خطرناک کو شکر رہے تھے۔ انسانی حقوق کی تنظیموں نے یونان میں آسمان سر پر اٹھالیا۔ حکومتی امدادی کارروائیوں کے دوران پتہ چلا کہ اسی کے قریب لوگ، سمندر میں ڈوب چکے ہیں۔ لاپتہ افراد کی تعداد بھی تشویشناک حد تک زیادہ تھی۔ بہر حال بروقت کارروائی سے سینکڑوں مہاجرین کو زندہ بچالیا گیا۔ انہیں ہسپتا لوں اور پناہ گاہوں میں منتقل کیا گیا۔ کیا آپ جاننا چاہیں گے کہ خطرات کے مونہہ میں جا کر یورپ جانے کی خواش رکھنے والے افراد کن ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ جناب یہ پاکستان، شام، فلسطین، افغانستان اور مصر کے شہری تھے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس المناک حادثہ کے بعد کیا ہوا۔ یونان کی ”کافر“ حکومت نے تین دن کے سرکاری سوگ کا اعلان کر دیا۔ ملک کی اعلیٰ ترین سطح پر بحث شروع ہو گئی کہ حکومت نے انسانی جانیں بچانے کے لئے بروقت کیوں اقدامات شروع نہیں کیے۔ پورے نظام پر سوال اٹھنے لگے۔ ایک سیاستدان kriketos spilos نے صرف یہ جملہ کہہ دیا کہ یونان، غیر قانونی مہاجرین کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ بات ایک یو ٹیوب چینل پر کی تھی۔ اس کی پارٹی ”این ڈی“ نے اس سیاست دان کو پارٹی سے نکال ڈالا اور کہا کہ انسانی جانوں کی حفاظت کرنا، کسی بھی مذہب، عقیدے، نسل یا ملکی حدود سے بالاتر ہے۔

hadith پر غور فرمائیے۔ پناہ گزین، کن ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ حضور! یہ تمام مسلمان ممالک کے شہری تھے۔ شاید آپ کو برا لگے۔ سارا دن، بتایا جاتا ہے کہ ہم سارے شہری مساوات کے حامل ہیں۔ قانون اور آئین کی نظر میں سب شہری برابر ہیں۔ ریاست کا فرض ہے کہ سب کو روزگار کے موقع فراہم کرے۔ کم از کم، ہمارے آئین میں ایسے ہی بے معنی سے سنبھلے جملے لکھے ہوئے ہیں۔ پھر عام لوگ یہاں سے کیوں بھاگ رہے ہیں۔ کیا بھی امریکہ یا لندن یا ناروے سے کوئی بھی، کسی بھی مسلمان ملک میں اپنی جان خطرے میں ڈال کر غیر قانونی طور پر آنا چاہتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کم از کم خاکسار نے تو ایسا کچھ نہیں دیکھا۔ مجھے صرف اپنے ملک سے غرض ہے۔ افغانستان، فلسطین وغیرہ کس دلدل میں دھنس چکے ہیں۔ اس میں دچپی واجہی سی ہے۔ میرا مناجینا، صرف اور صرف پاکستان میں ہے۔ ہمارا نظام کسی بھی صورت میں اپنے کسی بھی شہری کی عزت، آبرو روزگار، حقوق اور مساوات کی حفاظت نہیں کرتا۔ یہاں نہ تو کسی ادارہ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی ریاستی یا حکومتی دعوے پر، علاوہ ازیں ہمارا مقتدر طبقہ دنیا کی سفلی ترین سطح پر کام کرتا ہے۔ صرف اس بات سے اندازہ لگا لیجئے کہ امیر لوگ، اپنے گھر بیلو اور کار و باری ملازمین سے کس سطح کا ادنی رویہ روا رکھتے ہیں۔ جناب والی! بڑے بڑے گھروں میں کام کرنے والے گھر بیلوں کو سے دریافت کریں۔ انہیں تیس پینتیس ہزار ماہانہ پر رکھا جاتا ہے اور پھر غلاموں جیسا سلوک ہوتا ہے۔ ایک قریبی دوست کی اہلیہ، غیر ملکی ہیں۔ وہ پاکستان میں گھر بیلو ملازمین کو ”غلامی کی جدید قسم“، گردانتی ہیں۔ اور یہ بات بالکل درست ہے۔ بخی شعبوں میں بھی یہی حال ہے۔ اس دلیل سے ذرا بہر نکل کر، عوام کی حالت زار پر نظر ڈالیے۔ ریاست، حکومت اور عام آدمی کی لائقی فوراً محسوس ہو جاتی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ ہمارے ملک کا مکمل بیانیہ صرف اور صرف جھوٹ پر مبنی ہے۔ ترقی اور جدت تو دور کی بات، ہم لوگ توہر سطح پر اتنے تقسیم ہو چکے ہیں کہ کوئی بھی ادارہ یا شہری، بھلا کرنے کی استطاعت سے ہی محروم ہو چکا ہے۔ ہر ادارے کا ذکر کر رہا ہو۔ اس میں کوئی بھی استثناء نہیں۔

سوال تواب یہ بھی اٹھتا ہے کہ اگر پاکستان میں آپ غریب یا متوسط طبقے میں پیدا ہو گئے ہیں۔ تو کیا آپ پر ریاست، ترقی کے تمام دروازے کھول دیتی ہے۔ اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ویسے تواب جھوٹ اور سچ کی تفریق بالکل ختم ہو چکی ہے۔ مگر صرف سوال ہے۔ کہ کیا مخصوص حالات یا خطے میں پیدا ہونا آپ کے اپنے اختیار میں ہے؟ سو نیصد نہیں۔ اگر آج ایک بچہ نیویارک میں پیدا ہوا ہے، تو کیا اسے اس نومولود پر وسائل کے اعتبار سے فوکیت نہیں، جو افغانستان، پاکستان، گھانا، زمیا فلسطین میں اسی گھری پیدا ہو رہا ہے۔ جناب یہ قدرت کی تقسیم ہے۔ جس پر انسانی زور نہیں۔ مگر کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہمارے جیسے ابتر ملک، پروپینگڈے کے زور پر مسلسل دعوی کرتے نظر آتے ہیں کہ ہم تمام لوگ ایک عظیم ثقافت، سماج اور روایت کے علمبردار ہیں۔ ہم سارے قانون اور آئین کی رو سے یکساں ہیں۔ یہ سب کچھ صرف غلیظ جھوٹ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ جو بڑے گھر میں پیدا ہو گیا۔ اس کی قسمت کھل گئی۔ آنے والے وقت میں ہر قسم کا تحفظ اور آسانی بغیر کسی جدوجہد اس کے سامنے فقیروں کی طرح کھڑی ہو گی۔ حکمرانی کے چلن دیکھ لیجئے۔ یہ اب صرف گھٹیا موروثیت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ تمام جید سیاست دان، اپنی اولاد کے علاوہ کسی کو آگے آتے ہوئے برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ خیر، موضوع پرواپس آتا ہوں۔ سرحدوں پر ریاستی اور حکومتی اداروں کے الہا کرتعینات ہیں۔ ان کی موجودگی میں انسانی سماں بڑی آسانی سے لوگوں کو لیبیا تک لے گئے۔ یعنی ملکی سرحدوں سے باہر نکلا ان کے لئے آسان بنا یا گیا۔ کیا یہ حکومتی سرپرستی کے بغیر ممکن ہے۔ مطلب یہ کہ انسانی سماں کی قیمت بھی خدا کے چند بے سرو پا یا ان کے لئے کوئی قدم اٹھانا بھی جان لیوا ہو سکتا ہے۔ بعد وہ مہارت سے ہر غلط کام کرنے میں خوشی محسوس فرماتے ہیں۔ ہر ایک جانتا ہے کہ انسانی سماں گل اور ادارے لاچ کی اس بڑی سیکیم کا حصہ ہیں۔ جس کا اختتام، کسی سمندری موت پر ہوتا ہے۔ پھر ہماری کسی بھی حکومت کے عائدین کے چند بے سرو پا یا ان اور اس کے بعد وہی کامل سکوت۔ یونان کی حکومت کے رویے کے مقابلے میں ہمارے موجودہ رویے کا تجزیہ فرمائیے۔ ایک دو بندے گرفتار ہوئے۔ جو چند دن بعد بڑی بھی ہو جائیں گے۔ اب تو ایسے لگتا ہے کہ ہماری ہر حکومت اور ادارہ صرف اور صرف موت کو تقسیم کرنے کے لئے حد درجہ کو شاہ ہیں۔ بیانات، بے محل تقاریر، بے سرو پا غیر ملکی دورے اور حماقاتوں کے علاوہ کسی کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ سینکڑوں پاکستانی بھیرہ روم کے ٹھنڈے پانی میں مر گئے۔ مگر ایک حکومتی الہا کو غفلت پر سزا نہیں ملی۔ ایک سیاسی پیادہ بھی ممتنع نہیں ہوا۔ جناب، اس ملک میں رہنا بھی خطرناک ہے اور مستقبل بنانے کے لئے کوئی قدم اٹھانا بھی جان لیوا ہو سکتا ہے۔ اگر اس ملک میں پیدا ہو گئے ہیں۔ تو اپنی قبر کی نویعت کا خود انتخاب کر بس۔ خشکی یا پانی میں۔ یہ واحد اختیار آپ کے پاس شاہد ہو!